ابتدائیہ

محمد رحمت اللہ

محرم الحرام اور نیا سال

قمری سال کا پہلا مہینہ محرم الحرام سے موسوم کیا جاتا ہے۔سال بھر میں کل بارہ مہینے پائے جاتے ہیں جیسے جنوری ،فروری ،مارچ وغیرہ کے ناموں سے شمسی مہینوں کو نامزد کیا جاتا ہے۔ بیساکھ ،جیٹھ ،ہاڑ ،ساون دوسرے لوگ عنوان بناتے ہیں۔سورج کے ساتھ بھی انسان کی بہت سی چیزیں وابستہ ہوتی ہیں انمیں کچھ دنیاوی ضروریات سے متعلق جیسے رات کے اندھیرے کا سورج کے آنے سے اجالے میں بدل جانا۔سردیوں کا گرمیوں میں تبدیل ہونا۔بارش ،برسات ،فصلوں کے اگنے اور سیرابی کا ذریعہ بننا۔اسی طرح سے دینی امور سے متعلق صبح صادق یعنی ختم سحری کا ظہور ،طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے نمازوں اور روزوں کی ابتداء وانتہا کا تعین ،ایسی چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج سے وابستہ رکھی ہیں۔اسی طرح اس خالق کائنات نے چاند سے متعلق بھی بہت سی دنیاوی ضروریات مثلاً فصلوں کا پکنا ،پیداوار میں عمدگی ،اندھیری میں رہبری جیسی چیزیں وابستہ کی ہیں اور دینی اعتبار سے نمازوں کے بعض اوقات اور دیگر عبادات سے متعلق امور کا معاملہ بھی چاند سے وابستہ کیا ہے۔اسی لئے ہر ماہ کے اختتام اور ابتداء میں چاند کے نظر آنے کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ اسی پر نئے مہینے کا تعین موقوف ہوتا ہے بہت سے اہم دینی امور مثلاً رمضان المبارک کے روزے ،حج کے ایام ،وقوف عرفات ،منی مزدلفہ اور رمی جمار کے علاوہ ذی الحجہ میں قربانی نیز محرم الحرام میں عاشورہ کے دن اور

****

اس کے روزوں کے لئے تاریخ کا تعین اسی پر منحصر ہوتا ہے۔اسی طرح سے چاند کے ظہور سے قمری مہینہ اور قمری سال کو طے کیا جاتا ہے۔یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا تکوینی نظام ہے۔قرآن پاک نے اپنے خاص بلاغت والے کلام میں ان عدة الشهور عند الله اثناعشر شهرا فی كتاب الله يوم خلق السمٰوات والارض منها اربعة حرم سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر کے حرمت کے مہینوں اور ان کے احکام کا تذکرہ فرمایا ہے۔اسکی جزئیات اور تفصیلات سے خودسردار دوجہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتاً فوقتاً امت کو نہ صرف زبانی اقوال مبارکہ سے آگاہ فرمایا ہے عملاً بھی نمونہ پیش فرمایا ہے جس سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔

اس تمہید کے بعد اس بات کا سمجھنا بہت آسان ہے کہ چاند کے متعلق امور میں قمری یا بالفاظ دیگر اسلامی سال اسی وقت شروع ہوتا ہے جب محرم الحرام کی پہلی تاریخ کا چاند نظر آتا ہے۔گویا اس طرح سے ہمارا نیا سال شروع ہوتا ہے۔

جب یہ بات بھی واضح ہوگئی تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت کا ہمارا خاص عمل کیا ہوگا کیونکہ پوری دنیا میں نیا سال شروع ہوتے وقت مختلف قسم کے ہنگامے ،شوروشر اور اعمال کا دور دورہ ہوتا ہے۔گنہ گاری کے اعمال کا علی الاعلان تذکرہ ہوتا ہے۔بعض جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانیوں کو عمل میں لانے کا منظّم طور پر طوفان بدتمیزی سامنے آتا ہے اور ایسی بے حیائی اور ناشائستگی پر مشتمل حرکتیں انجام دی جاتی ہیں کہ انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

****

مگر قربان جایئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب، انسانیت کے سردار، حقیقی مشفق ومعلم ذات، جس کو رحمۃ للعالمین کے مبارک لقب سے نوازا گیا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی والہ واصحابہ وسلم پر۔ جنہوں نے امت کی تربیت کر کے حیوانی اور شیطانی ماحول کو ملائکہ والے نورانی ماحول سے بدل دیا۔ اور ایسی ایسی ہدایات دیں کہ ہر صاحب عقل اسکو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نئے مہینہ کا چاند دیکھتے تو سب سے پہلے یہ دعا فرماتے۔ اللهم اهلّه علينا بالامن و الايمان والسلامة والاسلام يا قمر ربی و ربك الله۔ یہ دعائیہ جملے ہیں جو خالق و مالک کائنات کے حضور درخواست کی صورت میں پیش ہوئے مگر ساتھ ہی ساتھ ان کے ذریعہ سے پورے عالم کے لئے عموماً اور فرماں برداروں اور تابعداروں کے لئے خصوصاً پیغامات ہیں اور خیر وہدایت کے متلاشی حضرات کے لئے رہبری بھی۔ پہلے اس دعا کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے ارشاد ہے ”اے اللہ! نئے چاند کو ہمارے لئے نمودار فرما امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ۔ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے“۔

پورے عالم کے لئے امن وامان اور سلامتی کی دعا پر توفیق والے بندوں کے لئے ایمان اور اسلام کی دعا کے بعد اس حقیقت کا اظہار کہ اصل مالک وخالق اور رب اللہ تبارک تعالیٰ ہی ہے۔ باقی سب چاہے اشرف المخلوقات انسان ہوں یا چاند جیسا روشن اور نورانی سیارہ یہ سب مخلوق ہیں اور اسی مالک کائنات کے محتاج۔

اس حقیقت کے اظہار کے بعد دنیا میں آنے والے انسان کے لئے ہر نیا

****

مہینہ اور ہر نیا سال اس بات کی یاددہانی ہے کہ اس کی متعینہ مدت جو اس کو یہاں رہنے کے لئے دی گئی ہے اس میں سے یہ حصہ یہ مہینہ یا سال کم ہوگیا۔ گویا آخرت کی تیاری کے لئے اس آزمائش کے مرکز میں جو وقت اس کو دیا گیا تھا اس میں سے اتنا حصہ خرچ ہو چکا۔ اس کے ذریعہ سے بندہ نے کیا کمایا کیا کھویا۔ بندگی میں ترقی اور عروج کو پایا یا تنزل اور کوتاہی کا شکار ہوا۔ گویا یہ موقع فکرمندی کا ہوتا ہے۔ غفلت اور بے فکری کا نہیں۔ اگر فکر کرنے پر محسوس ہوا کہ اچھائی کی طرف بڑھا ہے تو توفیق الٰہی پر شکر گزار ہوگا اس طرح سے لئن شکرتم لازیدنکم کے وعدہ کے مطابق زیادہ توفیق سے فیضیاب ہوگا اور اگر کوتاہی ہوئی ہے تو توبہ، ندامت واستغفار کر کے اسکی تلافی اور کفارہ ادا کرنے کی کوشش کرے گا اس طرح سے ضائع شدہ پونجی کو دوبارہ حاصل کرنے میں کوشاں ہوگا اور اپنے کھوئے ہوئے سرمایہ کو پانے کی سعی مشکور کر سکتا ہے۔ اس طرح سے اس کا ہر لمحہ ترقی کی جانب گامزن ہوگا کیونکہ کوتاہیوں پر ندامت اور اعمال پر شکر یہ دونوں ہی چیزیں اس آزمائش کی زندگی میں نفع بخش ہیں اور اس حیوۃ ومماۃ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آزمائش قرار دیا ہے۔ الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا کا ارشاد ربانی اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس انداز سے نئے مہینہ اور نئے سال کو شروع کرتے وقت مزید عزم وحوصلہ اور ہمت وجذبہ کے ساتھ خیر اور بھلائیوں میں قدم آگے بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں اپنے معمولات اور خیر کے کاموں میں کچھ نہ کچھ اضافہ کا ارادہ کر کے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

****

حمد باری تعالیٰ

حضرت مولانا شاہین اقبال اثر صاحب جونپوری مدظلہٗ

ہم اس سے دور ہوگئے کتنا عجیب ہے — شہ رگ سے بھی جو ذات زیادہ قریب ہے
ناراض ہو وہ جس سے وہ سب سے بڑا شقی — جو اس کو خوش کرے وہ بڑا خوش نصیب ہے
جو اس کو یاد رکھے وہی دوست ہے مرا — جو اس کو بھول جائے وہ میرا رقیب ہے
تو دل میں ہو تو خارِ بیاباں بھی پھول پھول — تیرے بغیر گلشن عالم مہیب ہے
تیری رضا بغیر زبان تک نہ ہل سکے — ثابت ہوا کہ تیرا کرم ہی خطیب ہے
مقبولیت میں شک نہیں رہتا دُعا کے بعد — پیشِ نظر جو آپ کا اسم مجیب ہے

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا فضل حق عارف خیرآبادی مدظلہٗ

مری تشنہ لبی لیکن ہے کوثر کی تمنائی

نصیبہ جاگ اٹھا آج پھر یاد نبی آئی — حریمِ دل نے کیسی بے بدل یہ روشنی پائی
یہ فیضان محبت ہے کہ ان کی یاد آتے ہی — دل پُرشور تو ساکن تھا لیکن آنکھ بھر آئی
انھیں کی یاد سے اپنا مشام جاں معطر ہے — کہاں شکوہ، گلہ کیسا، یہ کیسی شام تنہائی
بھلا کس کام کے یہ نور ونکہت، موہنی منظر — یہاں حبِّ نبی کی ہے میسر جلوہ آرائی
مئے حبِّ نبی پیتے رہے، تا عمر اے عارفؔ — مری تشنہ لبی لیکن ہے کوثر کی تمنائی

****

اسباق تفسیر

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قصّہ ہابیل وقابیل

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ O لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ O اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ O فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ O فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى

اور سنا ان کو حال واقعی آدم کے دو بیٹوں کا، جب نیاز کی دونوں نے کچھ نیاز اور مقبول ہوئی ایک کی اور نہ مقبول ہوئی دوسرے کی۔ کہا میں تجھ کو مار ڈالوں گا، وہ بولا اللہ قبول کرتا ہے تو پرہیز گاروں سے۔ اگر تو ہاتھ چلاوے گا مجھ پر مارنے کو، میں نہ ہاتھ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو، میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو پروردگار ہے سب جہان کا۔ میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ، پھر ہو جاوے تو دوزخ والوں میں، اور یہی ہے سزا ظالموں کی۔ پھر اس کو راضی کیا اس کے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے، پھر اس کو مار ڈالا، سو ہو گیا نقصان اٹھانے

****

اَعَجَزۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِثۡلَ هٰذَا
الۡغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوۡءَ ةَ اَخِىۡ
فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِيۡنَ O مِنۡ اَجۡلِ
ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ
اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًا ۢ بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ
فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ
جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا
النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا
بِالۡبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ بَعۡدَ
ذٰلِكَ فِى الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ O
(المائدہ آیت ۲۷ تا ۳۲)

والوں میں، پھر بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا جو کریدتا تھا زمین کو تا کہ اس کو دکھلا دے کس طرح چھپاتی ہے لاش اپنے بھائی کی، بولا! اے افسوس مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اس کوّے کے کہ میں چھپاؤں لاش اپنے بھائی کی، پھر لگا پچھتانے۔ اسی سبب سے، لکھا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں تو گویا قتل کر ڈالا اس نے سب لوگوں کو، اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا سب لوگوں کو۔ اور لا چکے ہیں ان کے پاس رسول ہمارے کھلے ہوئے حکم، بہت لوگ ان میں سے اس پر بھی ملک میں دست درازی کرتے ہیں۔

خلاصہ تفسیر

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان اہل کتاب کو (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں کا (یعنی ہابیل اور قابیل کا) قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنائیے (تا کہ ان کو انتساب بالصالحین کا گھمنڈ جاتا رہے، جس کا نحن ابناء

اللہ میں اظہار ہو رہا ہے، اور وہ قصہ اس وقت ہوا تھا جبکہ دونوں نے (اللہ تعالیٰ کے نام کی) ایک ایک نیاز پیش کی اور ان میں سے ایک کی (یعنی ہابیل کی) تو مقبول ہوگئی اور دوسرے کی (یعنی قابیل کی) مقبول نہ ہوئی، (کیونکہ جس معاملہ کے فیصلہ کے لئے یہ نیاز چڑھائی گئی تھی اس میں ہابیل حق پر تھا، اس لئے اس کی نیاز قبول ہوگئی، اور قابیل حق پر نہ تھا اس کی قبول نہ ہوئی، ورنہ پھر فیصلہ نہ ہوتا، بلکہ اور خلط واشتباہ ہو جاتا جب) وہ دوسرا (یعنی قابیل اس میں بھی ہارا تو جھلا کر) کہنے لگا کہ میں تجھ کو ضرور قتل کروں گا، اس ایک نے (یعنی ہابیل نے) جواب دیا (کہ تیرا ہارنا تو تیری ہی ناحق پرستی کی وجہ سے ہے میری کیا خطاء کیونکہ) خدا تعالیٰ متقیوں کا عمل قبول کرتے ہیں۔

(میں نے تو تقویٰ اختیار کیا اور خدا کے حکم پر رہا، خدائے تعالیٰ نے میری نیاز قبول کی، تو نے تقویٰ چھوڑ دیا اور خدا کے حکم سے منہ موڑا تیری نیاز قبول نہیں کی، سو اس میں تیری خطاء ہے یا میری، انصاف کر، لیکن اگر پھر بھی تیرا یہی ارادہ ہے تو تو جان، میں نے تو پختہ قصد کر لیا ہے)۔

اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کے لئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں (کیونکہ) میں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں (کہ باوجود یکہ تیرے جواز قتل کا بظاہر ایک سبب موجود ہے، یعنی یہ کہ تو مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے، مگر اس وجہ سے کہ یہ جواز اب تک کسی نص

جزئی سے مجھ کو محقق نہیں ہوا، اس لئے اس کے ارتکاب کو احتیاط کے خلاف سمجھتا ہوں، اور اس شبہ کی وجہ سے خدا سے ڈرتا ہوں، اور یہ ہمت تجھ ہی کو ہے کہ باوجودے کہ میرے جواز قتل کا کوئی امر مقتضی نہیں بلکہ مانع موجود ہے لیکن پھر بھی خدا سے نہیں ڈرتا) میں یوں چاہتا ہوں کہ (مجھ سے کوئی گناہ کا کام نہ ہو گو تو مجھ پر کتنا ہی ظلم کیوں نہ کرے جس سے کہ (تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر رکھ لے، پھر تو دوزخیوں میں شامل ہو جاوے، اور یہی سزا ہوتی ہے ظلم کرنے والوں کی۔

سو (یوں تو پہلے ہی سے قتل کا ارادہ کر چکا تھا یہ جو سنا کہ مدافعت بھی نہ کرے گا، چاہئے تو تھا کہ گداختہ ہو جاتا مگر بے فکر ہو کر بھی) اس کے جی نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا (پھر) آکر اس کو قتل ہی کر ڈالا جس سے (کمبخت) بڑے نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔

(دنیا میں تو یہ نقصان کہ اپنا قوت بازو اور راحت روح گم کر بیٹھا، اور آخرت میں یہ نقصان کہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا، اب جب قتل سے فارغ ہوا تو اب حیران ہے کہ لاش کو کیا کروں جس سے یہ راز پوشیدہ رہے کچھ سمجھ میں نہ آیا)۔

تو پھر (آخر) اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا وہاں بھیجا کہ وہ (چونچ اور پنجوں سے) زمین کو کھودتا تھا (اور کھود کر ایک دوسرے کوے کو کہ وہ مرا ہوا تھا اس گڑھے میں دھکیل کر اس پر مٹی ڈالتا تھا) تاکہ وہ (کوا) اس (قابیل) کو تعلیم کر دے کہ اپنے بھائی (ہابیل) کی لاش کو کس طریقہ سے چھپادے (قابیل یہ واقعہ دیکھ کر اپنے جی میں بڑا ذلیل ہوا کہ مجھ کو کوے کے برابر بھی فہم نہیں، اور غایت حسرت سے) کہنے لگا کہ افسوس

****

میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گذرا کہ اس کوے ہی کے برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا (سو اس بدحالی پر) بڑا شرمندہ ہوا۔

اسی (واقعہ کی) وجہ سے (جس سے قتل ناحق کے مفاسد ثابت ہوتے ہیں) ہم نے (تمام مکلفین پر عموماً اور) بنی اسرائیل پر (خصوصاً) یہ (حکم) لکھ دیا (یعنی مقرر کر دیا) کہ (قتل ناحق اتنا بڑا گناہ ہے کہ) جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے (جو ناحق مقتول ہوا ہو) یا بدون کسی (شرو) فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو (خواہ مخواہ) قتل کر ڈالے تو (اس کو بعض اعتبار سے ایسا گناہ ہوگا کہ) گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا، (وہ بعض اعتبار یہ ہے کہ اس گناہ پر جرأت کی، خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کی، خدائے تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا دنیا میں مستحق قصاص ہوا، آخرت میں مستحق دوزخ ہوا، یہ امور ایک کے اور ہزار کے قتل کرنے میں مشترک ہیں، گو شدت و اشدیت کا تفاوت ہو، اور یہ دو قیدیں اس لئے لگائی کہ قصاص میں قتل کرنا جائز ہے، اسی طرح دوسرے اسباب جواز قتل سے بھی جس میں قطع طریق جو آگے مذکور ہے، اور کفر حربی جس کا ذکر احکام جہاد میں آچکا ہے سب داخل ہے قتل کرنا جائز بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے) اور (یہ بھی لکھ دیا تھا کہ جیسا ناحق قتل کرنا گناہ عظیم ہے، اسی طرح کسی کو قتل غیر واجب سے بچا لینا اس میں ثواب بھی ایسا ہی عظیم ہے) جو شخص کسی شخص کو بچا لیوے تو (اس کو ایسا ثواب ملے گا کہ) گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا (غیر واجب کی قید اس لئے لگائی کہ جس شخص کا قتل شرعاً واجب ہو اس

****

کی امداد یا سفارش حرام ہے، اور اس مضمون احیاء کے لکھنے سے بھی تشدید قتل کی ظاہر ہوگئی کہ جب احیاء ایسا محمود ہے تو ضرور قتل مذموم ہوگا، اس لئے اس کا ترتب وتسبب بھی بواسطہ عطف کے من اجل ذلك پر صحیح ہوگا) اور بنی اسرائیل کے پاس (اس مضمون کے لکھ دینے کے بعد) ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضحہ (نبوت کے) لے کر آئے، اور وقتاً فوقتاً اس مضمون کی تاکید کرتے رہے) مگر پھر اس (تاکید واہتمام) کے بعد بھی بہتیرے ان میں سے دنیا میں زیادتی کرنے والے ہی رہے (اوران پر کچھ اثر نہ ہوا حتی کہ بعض نے خود ان انبیاء ہی کو قتل کر دیا)۔

معارف ومسائل

ان آیات میں حق تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کو یا پوری امت کو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹیوں کا قصہ صحیح صحیح سنا دیجئے۔

قرآن کریم پر نظر کرنے والے جانتے ہیں کہ قرآن کریم کوئی قصہ کہانی یا تاریخ کی کتاب نہیں جس کا مقصد کسی واقعہ کو اول سے آخر تک بیان کرنا ہو، لیکن واقعات ماضیہ اور گذشتہ اقوام کی سرگذشت اپنے دامن میں بہت سی عبرتیں اور نصیحتیں رکھتی ہے، وہی تاریخ کی اصلی روح ہے، اور ان میں بہت سے حالات وواقعات ایسے بھی ہوتے ہیں، جن پر مختلف احکام شرعیہ کی بنیاد ہوتی ہے، انہی فوائد کے پیش نظر قرآن کریم کا اسلوب ہر جگہ یہ ہے کہ موقعہ بہ موقعہ کوئی واقعہ بیان کرتا

ہے، اور اکثر پورا واقعہ بھی ایک جگہ بیان نہیں کرتا، بلکہ اس کے جتنے حصہ سے اس جگہ کوئی مقصد متعلق ہوتا ہے اس کا وہی ٹکڑا یہاں بیان کر دیا جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا یہ قصہ بھی اسی اسلوب حکیم پر نقل کیا جا رہا ہے، اس میں موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے بہت سی عبرتیں اور مواعظ ہیں، اور اس کے ضمن میں بہت سے احکام شرعیہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اب پہلے الفاظ قرآن کی تشریح اور اس کے تحت میں اصل قصہ دیکھئے، اس کے بعد اس کے متعلقہ احکام ومسائل کا بیان ہوگا۔

اس سے پہلی آیات میں بنی اسرائیل کو حکم جہاد اور اس میں ان کی کم ہمتی اور بزدلی کا ذکر تھا، اس قصہ میں اس کے بالمقابل قتل ناحق کی برائی اور اس کی تباہ کاری کا بیان کر کے قوم کو اس اعتدال پر لانا مقصود ہے کہ جس طرح حق کی حمایت اور باطل کو مٹانے میں قتل وقتال سے دم چرانا غلطی ہے، اسی طرح ناحق قتل وقتال پر اقدام دین ودنیا کی تباہی ہے۔

پہلی آیت میں اِبْنَیْ اٰدَمَ کا لفظ مذکور ہے، یوں تو ہر انسان آدمی اور آدم کی اولاد ہے، ہر ایک کو ابن آدم کہا جا سکتا ہے لیکن جمہور علماء تفسیر کے نزدیک اس جگہ اِبْنَیْ اٰدَمَ سے حضرت آدم علیہ السلام کے دو صلبی اور حقیقی بیٹے مراد ہیں، یعنی ہابیل وقابیل، ان دونوں کا قصہ بیان کرنے کے لئے ارشاد ہوا:

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ، ''یعنی ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح صحیح واقعہ کے مطابق سنا دیجئے، اس میں بالحق کے لفظ سے تاریخی

روایات کی نقل میں ایک اہم اصول کی تلقین فرمائی گئی ہے کہ تاریخی روایات کی نقل میں بڑی احتیاط لازم ہے، جس میں نہ کوئی جھوٹ ہو نہ کوئی تلبیس اور دھوکہ اور نہ اصل واقعہ میں کسی قسم کی تبدیلی یا کمی زیادتی (ابن کثیر)

قرآن کریم نے صرف اسی جگہ نہیں بلکہ دوسرے مواقع میں بھی اس اصول پر قائم رہنے کی ہدایت دی ہیں، ایک جگہ ارشاد ہے اِنَّ ھٰذَا لَھُوَالْقَصَصُ الْحَقُّ، دوسری جگہ ارشاد ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَ ھُمْ بِا لْحَقِّ، تیسری جگہ ارشاد ہے ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ، ان تمام مواقع میں تاریخی واقعات کے ساتھ لفظ حق لاکر اس بات کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے کہ نقل واقعات میں حق وصدق کی رعایت لازمی ہے، روایات وحکایات کی بناء پر جس قدر مفاسد دنیا میں ہوتے ہیں ان سب کی بنیاد عام طور پر نقل واقعات میں بے احتیاطی ہوتی ہے، ذرا سا لفظ اور عنوان بدل دینے سے واقعہ کی حقیقت مسخ ہو جاتی ہے، پچھلی اقوام کے مذاہب و شرائع اسی بے احتیاطی کی راہ سے ضائع ہو گئے، اور ان کی مذہبی کتابیں چند بے سند و بے تحقیق کہانیوں کا مجموعہ بن کر رہ گئیں، اس جگہ ایک لفظ بالحق کا اضافہ کر کے اس اہم مقصد کی طرف اشارہ فرما دیا گیا۔

اس کے علاوہ اسی لفظ میں قرآن کریم کے مخاطبین کو اس طرف بھی رہنمائی کرنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو امّی محض ہیں، اور ہزاروں سال پہلے کے واقعات بالکل سچے اور صحیح بیان فرما رہے ہیں تو اس کا سبب بجز وحی الٰہی اور نبوت کے کیا ہو سکتا ہے۔

(جاری)

****

اسباق حدیث

حدیث کے اصلاحی مضامین

افادات: حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

صحبت کی تاثیر

صحبت تو ایسی چیز ہے کہ بے جان چیزوں میں بھی اثر کرتی ہے۔ اردو میں کہاوت ہے: خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں گلستان اور بوستان وغیرہ ہمارے یہاں مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ گلستان کے مقدمہ میں انہوں نے صحبت کی تاثیر کو بتلانے کے لئے بہت اچھے اشعار کہے ہیں:

گلے خوشبوئے در حمام روزے رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عنبری کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشین در من اثر کرد وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(گلستان سعدی، دیباچہ، صفحہ ۶/۵)

ہم غسل کرتے وقت صابن کی ٹکیہ استعمال کرتے ہیں، پرانے زمانہ میں مٹی کو خوشبو میں بسایا جاتا تھا اور وہی مٹی نہانے کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ صابن بھی خوشبو میں بسی ہوئی مٹی کی طرح ہی ہے۔ تو فرماتے ہیں: کہ ایک خوشبو دار مٹی کی ٹکیہ مجھے غسل خانے کے اندر محبوب کے ہاتھوں مل گئی۔ میں

****

نے اس سے پوچھا: تو مشک ہے یا عنبر ہے؟ کہ تیری دل کو لبھا لینے والی خوشبو کی وجہ سے میری طبیعت میں ایک مستی سی آ گئی ہے۔ وہ کہنے لگی: میں تو معمولی مٹی تھی، لیکن ایک زمانہ تک پھول کی صحبت میں رہی، تو اس کی خوبصورتی نے میرے اندر اثر کر دیا، ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں۔

اہل اللہ کی صحبت کی برکت

تو حقیقت یہ ہے کہ گناہوں کو چھوڑنے کی کوئی آدمی اپنے طور پر لاکھ محنت کر لے، نہیں چھوڑ سکتا، جب تک کہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار نہ کرے جو گناہوں کو چھوڑے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرماں بردار ہیں، اپنے آپ کو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اہل اللہ اور صلحاء کی صحبت میں نہیں رہے گا، وہاں تک گناہ نہیں چھوٹیں گے۔ یہ بات یاد رکھئے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ والوں کی صحبت کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ آدمی کو گناہوں سے توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

گناہوں کے چھوٹنے کا نسخہ

دیکھو! باغ کے اندر جو کانٹے ایسے ہیں کہ پھولوں کے اندر چھپے ہوئے ہیں، ان کو مالی کچھ نہیں کرتا۔ اور جو صرف کانٹے ہی کانٹے ہیں، ان کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ تو اگر ہم کانٹے ہیں تو ہمیں ضرورت ہے کہ پھولوں کی صحبت میں رہیں، خلعتِ گل سے نوازے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ دھیرے دھیرے پھول والی صفت پیدا کر دے گا۔ ورنہ کم از کم نیک لوگوں کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں، اور اس کی بدبختی نیک بختی سے، شقاوت سعادت سے بدل دی جاتی ہے: هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ اللہ کے رسول صلی

****

اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ تو گناہوں کو چھوڑنے کے لئے یہی ایک نسخہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا: كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ سچوں کے ساتھ رہو اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔

چنبیلی کا تیل

البتہ ان کی صحبت اختیار کرنے سے فائدہ کب ہوگا؟ یہ سمجھنا بھی ضروری ہے۔ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب نور اللہ مرقدہ کی زبان سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں یہ سنا تھا (آج ہی ان کے صاحب زادہ سے ملاقات بھی ہوئی تھی) حضرت فرماتے تھے: ہمارے یہاں جونپور میں چنبیلی کا تیل بنایا جاتا ہے، یہ چنبیلی کا تیل کیا ہے؟ چنبیلی کے پھول کو نچوڑنے سے تیل نکلتا ہے؛ ایسی بات نہیں ہے۔ بلکہ تیل تو تِل کا ہی ہوتا ہے۔ تل کے تیل کو چنبیلی کا تیل بنانے کے لئے کیا یہ جاتا ہے کہ تلوں کی ایک تہہ جمائی جاتی ہے، اس کے اوپر چنبیلی کے پھول بچھائے جاتے ہیں، پھر اس کے اوپر تلوں کی ایک تہہ ہوتی ہے، پھر اس کے اوپر چنبیلی کے پھول کی ایک تہہ ہوتی ہے، اس طرح ان تلوں کو بچھا کر چنبیلی کے پھولوں کے ساتھ کچھ دنوں تک رہنے دیتے ہیں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ان پھولوں کو ہٹا کر ان تلوں کو کولہو کے اندر پیس کر تیل نکالا جاتا ہے۔ اب یہ تیل تلِ کا تیل نہیں رہا بلکہ چنبیلی کا تیل بن گیا۔

لیکن حضرت مولانا فرماتے تھے: کہ ان تلوں کے اندر چنبیلی کا اثر لانے کے لئے ان تلوں کے اوپر ایک پتلی پرت اور جھلی ہوتی ہے اس کو دور کرنا پڑتا ہے۔

****

تو تیل بنانے والے ان تلوں کو اچھی طرح دھو لیتے ہیں۔ جیسے ڈائنگ مل کے اندر کپڑے کو رنگنے سے پہلے اچھی طرح دھوتے ہیں۔ اس کے بعد اس کپڑے کو ڈائی کیا جاتا ہے، دھوئے بغیر ڈائی نہیں کرتے ورنہ رنگ برابر نہیں آتا۔ اسی طریقہ سے ان تلوں کو اچھی طرح دھوتے ہیں، اس کے بعد اس کی گھسائی کرتے ہیں تاکہ اوپر کی باریک جھلی دور ہو جائے اور وہی باریک جھلی دراصل کسی چیز کے مؤثر ہونے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ جب جھلی دور ہو گئی اس کے بعد ان تلوں کو پھولوں کے ساتھ رکھا جاتا ہے تو پھولوں کا اثر آتا ہے۔ اور پھر ان تلوں کو جب پیسا جاتا ہے تو جو تیل نکلتا ہے؛ وہ چنبیلی کا تیل کہلاتا ہے۔

اسی طرح سے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے ان کا اثر اس وقت آئے گا جب رکاوٹیں دور ہوں گی۔

رکاوٹیں کیا ہیں

اب رکاوٹیں کیا ہیں یہ معلوم ہونا بہت ضروری ہے۔ تو ایک رکاوٹ تو بدعقیدگی ہے۔ اسی لئے جب بھی کسی اللہ والے کے پاس بیٹھے تو عقیدت کے ساتھ بیٹھے، تب ہی اثر ہوگا۔ اگر انکار کے ساتھ بیٹھے گا یعنی دل میں اس پر اعتراض ہے کہ پتہ نہیں یہ کیا کرتے رہتے ہیں۔ اگر اس طرح بداعتقادی کے ساتھ ان کے پاس زندگی بھی گزار دیں گے، تو ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ عقیدت کے ساتھ ان کے پاس بیٹھے، دل میں ان پر ذرہ برابر اعتراض نہ ہو۔

(جاری)

****

الاحادیث القدسیة

یعنی حق جلّ مجدہ کی باتیں

از: مولانا مفتی ثمین اشرف قاسمی صاحب

ذاکر کو اللہ پاک کی معیت حاصل ہوتی ہے

اِن اللّٰه تعالیٰ یقول: أنا مَعَ عَبُدی ما ذَکَرَنِی وَتَحرّکَتُ بی شفتاه.

أخرجه أحمد وابن ماجه والحاكم والبيهقى فى شعب الايمان عن ابى هريرة وابن النجار عن ابى الدرداء۔

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں: میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اپنے ہونٹوں کو میرے نام کے ساتھ حرکت دیتا ہے۔

اہل جنت سے حق جل مجدہ ان کی رضاء معلوم کریں گے

اِن اللّٰه تعالیٰ یقول لأَهُل الجَنةِ: یا أهلَ الجَنةِ فیقولون: لبیُکَ رَبَّنا وسَعُدَیک، فیقولُ: هَلُ رَضیتُم؟ فیقولون وما لنا لاترضٰی وقد اَعْطَتَیْنَا مالم تُعْطِ احدا من خلقک. فیقول: ألا أُعُطِیکم أفضلَ من ذلکَ؟ فیقولون: یا ربِّ وأیُّ شیءٍ أفضلُ من ذلک؟ فیقول: أُحِلُّ عَلَیکم رِضُوانی فلا أسُخَط علیکُم بعدَه أبداً.

(أخرجه أحمد والشیخان والترمذی وابن حبان عن أبی سعید)

ترجمہ: حق جل مجدہ اہل جنت سے فرمائیں گے، اے جنت والو! وہ عرض

****

کریں گے "لبیك ربنا و سعدیک" ارشاد ہوگا'' کیا تم لوگ راضی ہو، وہ عرض کریں گے، الہ العالمین ہمیں کیا ہوگیا کہ ہم آپ سے راضی نہ ہوں گے، جب کہ آپ نے ہمیں جنت کی وہ نعمتیں عطاء کی ہیں جو کسی اور مخلوق کو آپ نے نہیں دی، ارشاد ہوگا: کیا اس سے بھی افضل میں تم کو نہ دوں، وہ عرض کریں گے رب العالمین جنت سے افضل نعمت اور کیا ہوگی؟ ارشاد ہوگا آج کے بعد اب میں پھر کبھی بھی تم لوگوں سے ناراض نہیں ہوں گا۔اللھم اجعلنا منھم۔آمین!

ہزار کا نوسوننانوے جہنم میں

اِن اللّٰہ تعالی یقولُ یوم القیامة لآدم: قم فجَهّزْ مِن ذرّیتكَ تسعمائة وتسعةً وتسعین اِلی النار وواحداً اِلی الجنّة۔ والذی نفسی بیده ما أمتی فی الأمم اِلا كالشّعرةِ البیضاء فی جِلدِ الثّور الأسود۔

أخرجه أحمد عن أبی الدرداء۔

ترجمہ: حق جل مجدہ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے، آدم کھڑے ہوئیے اور اپنی ذریت سے نوسوننانوے کو نار جہنم کے لئے تیار کیجئے اور صرف کو ایک جنت کے لئے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میری امت کی مثال بقیہ امتوں کے درمیان ایسی ہے جیسے سفید نشان سیاہ بیل کے جسم پر (یعنی میری امت کا ایک آدھ جہنم میں جائے گا اور تمام تعداد دوسری امتوں سے پوری کی جائے گی)۔

بخار کی فضیلت

اِن اللّٰہ تعالی یقول: هی نَاری أَسَلّطُها عَلی عَبدی المُومنِ فتكونُ حظّه من النارِ فی الأخرة یعنی الحمی۔ أخرجه البیهقی عن أبی هریرة۔

****

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں: یہ بخار میری آگ ہے جس کو میں اپنے بندۂ مومن پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں تاکہ آخرت کی آگ کا بدلہ وعوض بن جائے۔

اموال کو خزانہ غیب میں محفوظ کرو

اِن اللّٰہ تعالی یقول: یا ابُن آدمَ أودع من كنزِك عندی، ولا حرق ولا غَرق ولا سَرقَ أوفیكه أحوج ما تكون اِلیه۔

أخرجه البیهقی فی شعب الایمان عن الحسن مرسلاً۔

ترجمہ: حق جل مجدہ ارشاد فرماتے ہیں آدم کی اولاد تو اپنے خزانے، روپے پیسے میرے پاس امانت کے طور پر جمع کر دیا کر، نہ وہ جلے گا، نہ ڈوبے گا، نہ کوئی اس کو چوری کرے گا میں تم کو اس دن پورا کا پورا واپس دیدوں گا، جس دن تم کو اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی (یعنی قیامت کے دن)

زلزلہ صالحین کے لئے باعث رحمت

اِن اللّٰہ تعالی یقول: أنا أرجفُ الأرض فی خیر حیاتهم، فمن قبَضْتُ فیها من المؤمنین، كانتُ له رحمة، وكانت آجالهم التی كتبْتُ علیهم ومن قبَضتُ من الكفار كانت عذاباً لهم، وكانت آجالهم التی كتبتُ علیهم۔

أخرجة نعیم بن حماد فی الفتن عن عروة بن رویم مرسلاً۔

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں میں زمین کو زلزلہ کے ساتھ حرکت دوں گا اس وقت جب کہ عام لوگ اچھی حالت میں ہوں گے (یعنی عام لوگ خوشحالی وفراوانی کی زندگی، میں اور نعمت الٰہی کی فراوانی میں مست اور غفلت ونسیان میں

****

پڑے ہوں گے)، سوجس بندۂ مومن کی جان قبض کرتا ہوں اس کے حق میں باعث رحمت وعنایت ہے کہ اس کے حق میں یہی لکھا ہوا تھا، اور جس کافر کی جان قبض کرتا ہوں سو یہ زلزلہ اس کے حق میں باعث عذاب وعقاب ہوتا ہے، اور اسی کے ذریعہ اس کی تباہی وبربادی لکھی ہوئی تھی جو اس پر مسلط ہوگئی۔

بندہ جب گناہ ومعصیت میں جری بن جاتا ہے تو اللہ پاک مسخ کا عذاب دیتے ہیں

اِن اللّٰہ تعالی: یمسخُ خلقاً کثیراً ، واِن الانسان یخُلوا بمعصیة، فیقولُ اللّٰہ تعالی: استھانَ بی فَیمسخُه ثم یَبْعَثُهُ یومَ القیامة اِنساناً یقول: ﴿ کما بَدأ کم تعُودون﴾ ثم یُدْخلهُ النار.

أخرجه البخاری فی الضعفاء عن عبدالغفور بن عبدالعزیز بن سید الأنصاری عن أبیه عن جده۔

ترجمہ: حق جل مجدہ بہت سی مخلوق کو مسخ کریں گے اور انسان جب بے خوف وڈر بن کر تنہائی میں گناہ ومعصیت کرتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ نہیں رہا ہے پس حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ نے میرے ساتھ اہانت وتوہین کا معاملہ کیا، پھر میں نے اس کو مسخ کر دیا پھر اللہ اس کو قیامت کے دن انسان بنا کر اٹھائیں گے، ارشاد فرمائیں گے، جیسے تم کو انسان پیدا کیا تھا ویسا ہی لوٹایا، پھر جہنم میں داخل فرمادیں گے۔

(جاری)

****

مت پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی...... (قسط نمبر ۴۷)

حضرت گنگوہیؒ کے خاص فیض یافتہ اکابر

از: مولانا مفتی سید محمد اسحاق ناز کی قاسمی صاحب

۴۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ

کوئی ۱۶ سال تک مسجد نبوی کے ریاض الجنۃ میں درس حدیث دینے والے، آزاد ہندوستان کے پہلے شیخ الاسلام، دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث وصدر المدارس، لاکھوں کے پیر، ہزاروں کے استاذ، اسیر مالٹا حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھی و خادم، انگریز سا مزاج کے خلاف ننگی تلوار۔ آمد ۱۲۹۶ھ مطابق 1879ء رفت ۱۳۷۷ھ مطابق 1957ء مقبرۂ قاسمی دیوبند میں محو استراحت۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب مدنیؒ

حضرت مولانا مدنیؒ کے برادر اکبر، حضرت شیخ الہندؒ سے بھی فیض یافتہ، دوران قیام مدینہ طیبہ درس و تدریس اور تزکیہ و سلوک کے کام میں شب و روز مشغول، ۱۳۳۱ھ میں مدینہ طیبہ میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں محو استراحت ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

۶۔ حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انبیٹھویؒ

بڑے عالم ربانی اور صاحب درس وتدریس تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد

****

صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی (محو استراحت جنت البقیع) کے چچازاد بھائی تھے، قائم اللیل وصائم النہار تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۔ حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب مرادآبادیؒ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی صدیقیؒ سے بھی فیض یافتہ تھے اور خلیفہ مجاز بھی۔ طبیب حاذق اور بہترین نباض تھے اور یہی طب ذریعہ معاش بھی تھا، ۱۳۴۷ھ مطابق 1929ء میں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۔ حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتویؒ

حضرت نانوتویؒ کے خاندانی بزرگ بہت بڑے عارف باللہ اور عالم ربانی اور حضرت نانوتویؒ کے ہم درس ساتھی تھے۔ 1857ء کے جہاد میں اپنے اکابر کے ساتھ مل کر انگریز سامراج کے خلاف سینہ سپر رہے۔ مظاہر العلوم سہارنپور کے کامیاب ترین پہلے صدر مدرس رہے ہیں۔ اکابر علمائے اعلام مثلاً حضرت مولانا خلیل احمد صاحب، حضرت مولانا فخر الدین صاحب اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب جیسے اکابر علم وعرفان آپ سے فیض یافتہ ہیں ۱۳۰۲ھ مطابق 1886ء میں وصال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ چند اکابر کے اسمائے گرامی ہیں جو حضرت مولانا رشید احمد صاحب انصاری گنگوہیؒ سے براہ راست فیض یافتہ ہیں ان کے علاوہ کوئی اکتیس (31) تک کی تعداد بھی حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ نے نقل کی ہے وہ سب کے

****

سب باکمال اور بافیض تھے اور علم وعرفان کی لائن سے امت کو ان سے کافی فیض ملا ہے (ملخصاً از مولانا رشید احمد گنگوہیؒ۔ حیات اور کارنامے اور تذکرۃ الرشید)

سید الطائفہ حضرت حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے یہاں امام ربانی حضرت گنگوہیؒ کا مقام ومرتبہ: (احقر نے اس عنوان کی پہلی غالباً ۱۳ اقسطوں میں حضرت حاجیؒ ہی کا مختصر تعارف کرایا ہے یعنی اس سلسلہ مبارکہ ع مت پوچھ ان خرقہ پوشوں کی...... کا آغاز حضرت حاجی صاحبؒ کے مختصر تعارف سے کیا تھا) حضرتؒ کے یہاں حضرت گنگوہیؒ کا کیا مقام تھا سنئے مکتوب گرامی از حضرت حاجی صاحب مہاجر مکیؒ بہ نام حضرت گنگوہیؒ (بحوالہ بالا ۱۶۵)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم از فقیر امداد اللہ عفی عنہ بخدمت فیض درجت جامع شریعت وطریقت عزیزم مولانا مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی (متعنا اللہ بطول حیاتہٖ ودمر اعدائہٗ) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکتوب برکت اسلوب مورخہ چہارم دہم رمضان شریف بدست مولوی ممتاز علی صاحب ورود سرور لایا۔ ممنون ومسرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہ این عنایت ومحبت مکروہات دارین سے محفوظ رکھ کر کونین میں درجات عالیات قرب ورضا عطا فرمائے آمین۔

مولانا! آپ کی تحریر باعث انشراح قلب وموجب جمعیتِ خاطر فقیر ہے اس لئے آرزو ہے کہ ہمیشہ اپنی خیر وعافیت وحالات ظاہرہ وباطنہ وغیرہ سے مسرور اور مبتہج فرماتے رہیں۔"

......پھر آگے چل کر رقم طراز ہیں...... "فقیر تو تم علماء وصلحاء (حضرت نانوتویؒ،

****

حضرت گنگوہیؒ، حضرت تھانویؒ، اور حضرت سہارنپوریؒ (علیہم الرحمۃ) کی جماعت میں اپنا داخل ہو جانا موجبِ فخر دارین وذریعہ نجات ووسیلۂ فلاح کونین یقین کرتا ہے"......(سبحان اللہ! الحمدللہ! سید الاولیاء کی گواہی سادات اولیاء کے حق میں)

......پھر آگے تحریر فرماتے ہیں......"وہ شخص مدبر بد بخت ہے جو تم مقدس و مقتدائے زمان سے کچھ دل میں کینہ یا سوئے ظن یا بدعقیدگی یا عداوت یا رنج رکھے فقیر تو آپ کی سب حرکات وسکنات واقوال وافعال کو منتج (باعثؐ) حسنات وبرکات موافق شریعت وطریقت سمجھتا ہے اور کل امور میں مخلص وصادق یقین کرتا ہے......"

یہ لمبی تحریر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے اپنی کتاب مستطاب (تذکرہ الرشید ج ۲) میں نقل کی ہے احقر نے اس کے صرف چند ضروری اقتباسات کو نقل کیا ہے۔ آپ ان عبارات میں غور فرمائیں کہ کلمات والفاظ کی ندرت اور ان کی فصاحت وبلاغت اور اردو آمیز فارسی وعربی تحریر کی گہرائی وگیرائی تو ہے ہی مرکزی مضمون میں حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنے مخصوص خلفائے عظام کے بارے میں بالعموم اور حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں کیسے بلند کلمات اور حسن عقیدت ومحبت کے لئے کیا والہانہ جذبات کا اظہار فرمایا ہے گویا حضرت گنگوہیؒ ہی پیر ومرشد ہیں اور حضرت حاجی صاحبؒ مرید مخلص ہیں۔ سبحان اللہ! افسوس ہے ان لوگوں پر جو حضرت حاجی صاحبؒ کی ولایت کاملہ کے تو قائل ہیں اور آپ کے خلفائے عظام کے بارے میں تکفیری زبان استعمال کرتے ہیں۔ استغفر اللہ العظیم۔ اللہ ان نادانوں کو سمجھ عطا کرے اس حوالے سے کتابوں میں بہت کافی مواد ہے اختصار کے پیش نظر صرف اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

(جاری)

****

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند شاخ جموں کشمیر

سالانہ عمومی اجلاس

منعقدہ: مورخہ یکم ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ مطابق 29/مئی 2025ء بروز جمعرات

بمقام: دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

الحمدللہ سال رواں کا عمومی اجلاس مورخہ یکم ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ مطابق 29/مئی 2025ء بروز جمعرات حضرت مولانا شوکت علی صاحب قاسمی بستوی دامت برکاتہم ناظم عمومی کل ہند رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا محمد مزمل صاحب بدایونی استاذ دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا محمد عاصم صاحب ذمہ دار دینی تعلیمی بورڈ جمعیت علماء بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔

جموں وکشمیر کے طول وعرض سے تین سو پچپن مدارس کے مہتمم حضرات، بیس ضلعوں کے اراکین مجلس عاملہ، ضلعی صدور شریک اجلاس ہوئے۔ ان کے علاوہ زیر کاروائی مدارس جو ابھی مربوط نہیں ہوئے ہیں کے ذمہ داران نیز بنات والے مدارس کے ذمہ داران میں سے اٹھانوے (98) حضرات شرکت کر کے مستفیض ہوئے۔ صرف ڈیڑھ دن قبل کی اطلاع کے باوجود سبھی ذمہ داران نے شرکت کی کوشش کی۔

اجلاس میں حفص ترتیل میں تلاوت کلام پاک، نعت شریف بزبان اردو پھر پنجابی کے بعد صدر رابطہ نے خطبہ افتتاحیہ پیش کیا۔ مولانا مفتی سید محمد اسحاق

****

صاحب قاسمی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔اس کے بعد سابقہ کاروائی کی خواندگی مفتی سجاد حسین رحیمی مظاہری نے کی۔ ناظم اعلی رابطہ مدارس جموں وکشمیر مولانا مفتی نذیر احمد صاحب قاسمی ہسپتال میں زیر علاج ہونے کی بنا پر شریک اجلاس نہیں ہو سکے۔اس لئے ان کی جگہ جنرل سکریٹری رپورٹ ڈاکٹر مفتی ممتاز احمد رحیمی صاحب نے پڑھ کر سنائی۔ اس رپورٹ کے بعد شعبہ جات کی رپوٹیں پیش کی گئیں۔ شعبہ عربی کے امتحانات کی رپورٹ مولانا مفتی ممتاز احمد صاحب قاسمی معاون ناظم امتحان شعبہ عربی نے جبکہ شعبہ حفظ وناظرہ اور شعبہ تجوید کے امتحانات کی رپورٹ حضرت مولانا مفتی عبد الرشید صاحب مفتاحی ناظم امتحان شعبہ حفظ وناظرہ نے جب کہ مالیات کی رپورٹ مولانا ریاض احمد شاہ صاحب معاون ناظم دفتر نے پیش کی۔

اس کے بعد مہمان گرامی قدر حضرت مولانا قاری عاصم صاحب مدظلہ العالی نے تحریک مکاتب کے عنوان سے نہایت دردبھری گفتگو کی۔ ''دور حاضر میں ارتداد کے اثرات اس کے مستقل چھ اسباب اور مکاتب میں اس کا علاج'' کے عنوان سے یہ گفتگو ایسی مؤثر تھی کہ حاضرین حضرات میں سے ڈھائی سو ذمہ داروں نے اسی وقت اپنے عزائم کا تحریری اظہار کیا، کہ وہ اس کام کے لئے ایک ایک معاون فرد مستقل متعین کریں گے۔

وقفہ کے بعد محترم قاری محمد حسیب اللہ صاحب کی تلاوت سبعہ عشرہ میں جمعاً تدویراً ہوئی، اس کے بعد مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد مزمل صاحب بدایونی مدظلہ استاد دارالعلوم دیوبند نے تعلیم وتربیت اور تدریب خصوصاً اصلاح معاشرہ میں مدارس

****

کی خدمات اور تربیت کے حوالے سے مفصل اور جامع گفتگو فرمائی۔اس گفتگو کو انتہائی دلچسپی اور شوق سے سنا گیا۔لیکن وقت کی قلت کی بنا پر اجلاس کے دوران اس بات کا مطالبہ کیا گیا کہ وہ اساتذہ کی تربیت کے سلسلے میں مستقل عنوان کے تحت اپنا وقت مرحمت فرمائیں جس کے لئے ان سے وعدہ لیا گیا اور انہوں نے قبول فرمایا۔

اخیر میں صدر اجلاس حضرت مولانا شوکت علی صاحب قاسمی بستوی مدظلہ العالی ناظم عمومی کل ہند رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند واستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے رابطہ مدارس کے اغراض ومقاصد، رابطہ مدارس کے بنیادی اصول کے حوالے سے انتہائی قیمتی خطبۂ صدارت سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ جو مدارس کے نظام تعلیم وتربیت، مدارس اسلامیہ کے درمیان ہم آہنگی وربط باہمی، اصلاح معاشرہ، حفاظت واشاعت دین، حفاظت شعائر اسلام، موجودہ دور کے متنبیان اوران کے باطل دعاوی، فتن اوران کے تدارک سے متعلق جیسے اہم امور پر مشتمل تھا۔ان کے اس بیان میں جموں وکشمیر کے رابطہ مدارس اوراس کے اراکین، منتظمین کے کام کی سراہنا اور خصوصی حوصلہ افزائی تھی۔

اس دوران سال ۴۶۔۱۴۴۵ھ میں منعقدہ امتحانات سالانہ (شعبہ عربی وتکمیلات، شعبہ تجوید وقراءت اور شعبہ حفظ وناظرہ) کا خلاصہ پیش کیا گیا۔ جو بذیل ہے:

۱۔ شعبہ عربی میں درجہ فارسی سے لیکر درجہ تکمیل فقہ (افتاء) تک اٹھاسی (88) مدارس کے سولہ سو بیانوے (1692) طلبہ شریک امتحان رہے۔ان میں سے پندرہ سو چورانوے (1594) طلبہ نے اجتماعی نظم کے تحت امتحان میں شرکت کی۔ جبکہ صوبہ جموں کے پنجم سے لیکر افتاء تک کے اٹھانوے (98) طلبہ ضلعی نظم

****

کے تحت امتحان میں شریک رہے۔

۲۔ شعبہ تجوید میں اردو حفص اور عربی حفص میں چھ مدارس کے ایک سو گیارہ (111) طلبہ شریک امتحان رہے۔ جس میں سے اکانوے طلبہ نے اجتماعی نظم کے تحت امتحان دیا اور بقیہ بیس (20) طلبہ کا امتحان ضلعی نظم کے تحت لیا گیا۔

۳۔ شعبہ حفظ و ناظرہ میں حفاظ کرام میں سے ایک سو ستہتر (177) طلبہ، بقیہ درجات حفظ میں سے دس ہزار سات سو گیارہ (10711) طلبہ جبکہ درجات ناظرہ میں سے گیارہ ہزار آٹھ سو تیرہ (11813) طلبہ شریک امتحان رہے۔

مجموعی تعداد جملہ شعبہ جات کے شرکاء امتحان کی چوبیس ہزار پانچ سو چار (24504) رہی۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

ان شرکاء میں سے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کی عمدہ کارکردگی پر حوصلہ افزائی کی گئی اور انہیں تشجیعی سندات سے نوازا گیا۔ جن کی تعداد دو سو ستر (270) تھی۔ شعبہ عربی کے اکہتر (71) طلبہ، شعبہ تجوید کے سترہ (17) طلبہ، حفاظ کرام میں سے چھ (6) طلبہ، درجات حفظ میں سے تینتیس (33) طلبہ اور درجات ناظرہ میں سے ایک سو تینتالیس (143) طلبہ تھے۔

تینوں شعبوں کے لحاظ سے ان خوش نصیب طلبہ کا خلاصہ بذیل ہے:

شعبہ عربی میں سے سو سو (100) نمبرات حاصل کرنے والے بائیس (22) طلبہ،

شعبہ تجوید میں سے سو سو (100) نمبرات حاصل کرنے والے چار (4) طلبہ،

درجات حفظ میں سے سو سو (100) نمبرات حاصل کرنے والے انیس (19) طلبہ،

درجات ناظرہ میں سے سو سو (100) نمبرات حاصل کرنے والے چوہتر (74) طلبہ تھے۔

****

ان خوش نصیب طلبا میں ناظم عمومی حضرت مولانا شوکت علی صاحب قاسمی بستوی مدظلہ العالی نے نماز ظہر سے قبل سندات تقسیم فرمائیں۔ اس کے بعد ظہر کی نماز ادا کی گئی۔

نماز ظہر سے فراغت کے بعد قاری محمد عطاء اللہ صاحب نے حدراً تلاوت فرمائی۔ اسکے بعد حضرت مولانا سید محمد اقبال صاحب اندرابی نائب صدر برائے کشمیر اور مولانا سعید احمد حبیب صاحب معاون نائب صدر برائے جموں نے مختصر گفتگو فرمائی۔ حالیہ ناگفتہ بہ حالات میں پونچھ میں واقع مدرسہ جامعہ ضیاء العلوم میں ناخوشگوار واقعہ کے پیش آنے کی بنا پر حضرت صدر رابطہ نے انہیں اسی اجلاس میں سبھی شرکاء اجلاس کی طرف سے تعزیت بھی کی، جس پر انہوں نے شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد اکابرین میں حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب شیخ الحدیث وناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور رکن مجلس شوری دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب رکن مجلس شوری دارالعلوم دیوبند ومہتمم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا اور حضرت مولانا مفتی محمد یامین صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد کے انتقال پُر ملال پر تعزیت پیش کی گئی، اور دعائے مغفرت کی گئی۔

اس کے بعد پھر سے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ میں تقسیم اسناد کا سلسلہ شروع ہوا۔ جن میں:

۱۔ شعبہ عربی سے آٹھ (8) طلبا نے ننانوے (99) نمبرات اور گیارہ (11) نے اٹھانوے (98) نمبرات حاصل کئے تھے۔

۲۔ شعبہ عربی میں درجہ فارسی سے لیکر افتاء تک مجموعی اعتبار سے اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے تیس (30) طلبہ تھے۔

۳۔ شعبہ تجوید (درجہ حفص اردو سال اول، سال دوم، عربی حفص سال اول

****

ودوم) میں مجموعی اعتبار سے اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے تیرہ (13) طلبہ تھے۔

۴۔ حفاظ کرام میں سے 99.5% سے لیکر 95% فیصد تک نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے چھ (6) طلبہ تھے۔

۵۔ درجات حفظ میں سے ننانوے (99) نمبرات حاصل کرنے والے دس (10) اور اٹھانوے (98) نمبرات حاصل کرنے والے چار (4) طلبہ تھے۔

۶۔ درجات ناظرہ میں سے ننانوے (99) نمبرات حاصل کرنے والے تیس (30)، اٹھانوے (98) نمبرات حاصل کرنے والے انتالیس (39) طلبہ تھے۔

ان خوش نصیب طلبہ میں حضرت مولانا محمد مزمل صاحب بدایونی کے دست مبارک سے سندات تقسیم کی گئیں۔

اس لحاظ سے کل ملاکر چوبیس ہزار پانچ سو چار (24504) طلبہ شریک امتحان رہے۔ اور دوسوستر (270) طلبہ میں سندات تقسیم کی گئیں۔ اس موقعہ پر حاضرین نے کافی مسرت کا اظہار فرمایا۔ یہ اجلاس اگر چہ انتہائی مختصر وقت میں تجویز ہوا تھا اور تیاری کا وقت نہایت کم تھا، اس کے باوجود جس کامیابی سے ہمکنار ہوا اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا گیا۔ اور منتظمین اور خدام کی محنت کو سراہا گیا۔

حضرت صدر اجلاس مولانا شوکت علی صاحب قاسمی بستوی دامت برکاتہم ناظم عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کی دعا پر اجلاس کی کاروائی مکمل ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک

****

وفیات

صدر بزم توحید اہلحدیث مرحوم مبارک احمد مبارکی صاحبؒ کی چند یادیں

از: محمد رحمت اللہ ناظم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

آج سے تقریباً چودہ سال قبل کا واقعہ ہے اکتوبر 2011ء یعنی ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ ہے، عیدالاضحیٰ قریب ہے، احقر ان ایام میں سرینگر میں ایک انتہائی نازک، حساس اور اہم کام میں مالک کائنات، خالق حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ جو رب العالمین ہے کی توفیق سے پوری لگن اور توجہ سے مشغول ہے۔ وہ یہ کہ کچھ عرصہ قبل ایک سی ڈی موصول ہوئی تھی جس میں ایک عیسائی پادری چند مسلم بچوں کو بپتسمہ دینے کا عمل انجام دے کر ان کو نصرانی بنا رہا ہے۔ اور یہ عمل کرتے ہوئے وہ نوجوان کا مسلم نام بول کر کہتا ہے کہ میں تم کو 'باپ'، 'بیٹا' 'روح القدس' کے نام پر بپتسمہ دیتا ہوں۔ اور فوراً اس کو پانی کے ٹب میں ڈبکی دیکر نصرانیت میں داخل کرانے والا عمل مکمل کرتا ہے۔ پھر وہ ایک شعر گاتا ہے ''مسیح کے پیچھے میں چلنے لگا اب واپس نہیں لوٹوں گا'' یہ کہکر تالیاں بجاتا ہے، اس عمل پر وہ سبھی نوجوان شریک ہوجاتے ہیں جو بظاہر وہاں نصرانیت قبول کرنے کے لئے آئے ہوتے ہیں۔

ظاہر سی بات ہے وہ امت جس کا اعزاز ہی ''خیر امت'' ہے۔ جن کے عظیم الشان پیغمبر کا اعزاز واکرام ہی خاتم النبیین ہے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کا مشن ہی اشاعت اسلام اور حفاظت دین ہے۔ کے افراد جب اپنی نظروں کے سامنے ارتداد کی اتنی واضح صاف اور صریح کوشش کو دیکھتے ہیں ان کے دل پر کیا گذرے گی،

****

محتاج بیان نہیں۔اگر ہم اپنے مشن دعوت دین میں نئے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی استعداد یا استطاعت یا کوشش نہیں کر سکتے ،کم از کم اس بات کی تو کوشش کرنا ضروری تھا کہ جو داخل اسلام ہیں ان کی اسلام پر استقامت کی محنت کر کے ان کو اس مبارک اور باسعادت دین سے دور ہوجانے ، پھر خارج ہوجانے کی تکلیف دہ صورت سے بچایا جاسکے۔انکی حفاظت کرتے ۔ بہر حال ہر کام توفیق الٰہی سے ہوتا ہے،اسی کی توفیق سے دنیا میں امور خیر انجام پاتے ہیں۔اسی فکر اور غم میں اس وقت یہ صورتحال دیکھ کر پہلا اقدام یہ کیا گیا کہ دینی فکر مندوں اور ذمہ داروں کو اس طرف متوجہ کیا جانا ضروری سمجھا گیا۔اس سی ڈی میں نصرانیت اختیار کرنے والے لوگوں میں جو نام شامل تھے انکی تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آچکی تھی کہ اس میں مختلف مکاتب فکر کے نوجوان ہیں۔ اس لئے ان سب مکاتب فکر کے ذمہ داروں سے ملاقاتیں ناگزیر تھیں۔ ہمارے وطن میں اکثریت سُنّی حنفی حضرات کی ہے اس لئے ایسے نوجوان اسی طبقہ سے زیادہ تھے جبکہ دیگر مکاتب فکر کے بھی نوجوان تھے۔اگر چہ کم تھے خصوصاً دو نوجوان شیعہ مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے کشمیر جیسے نازک اور حساس سیاسی ماحول رکھنے والے علاقے میں یہ نازک کام کرنے کے لئے ان جوانوں کے مسلکوں کے ذمہ داروں سے ملاقات کر کے ان کو صورتحال سے آگاہ کرنا ضروری تھا۔ اسی سلسلے میں یہ ملاقاتیں چل رہی تھیں۔مختلف مسلکوں کے کئی سارے ذمہ داروں سے ملاقاتیں ہوچکی تھیں، اور یہ سلسلہ جاری تھا جس دن کی بات بیان کی جارہی تھی اس روز یہاں برصغیر میں ذی الحجہ کی آٹھ ۸ تاریخ تھی۔اگر چہ عید الاضحیٰ کے سلسلے میں مدارس میں تعطیل ہوچکی تھی اور ساتھ ہی ساتھ قربانیوں کے انتظام کی وجہ سے لوگ مشغول تھے مگر اس کام کی اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر

****

کہ ارتداد کا معاملہ نازک ہے ،بعض خوش نصیب فکر مند حضرات اس سلسلے میں اس روز بھی ملاقاتوں اور گشتوں میں مصروف تھے۔احقر کے ذمہ مختلف مکاتب فکر کے ذمہ داروں اور علماء ومشائخ سے ملاقات تھی اور کئی حضرات علماء کے ساتھ کامیاب ملاقاتیں ہوکر ان کے نتیجہ میں کام جاری تھا۔اس روز احقر دن کے بارہ ایک بجے سرینگر کے علاقہ صنعت نگر پہنچا۔ ہماری منزل محترم مولانا محمد مبارک مبارکی صدر بزم توحید اہل حدیث جموں وکشمیر کی ملاقات تھی۔بغیر پیشگی اطلاع اور وقت لئے ہم لوگ ان کے دولت خانہ پر پہنچے، دوپہر کا وقت تھا۔تعارفی اطلاع کی گئی۔فوراًان کی بیٹھک کھولی گئی۔تھوڑی دیر میں پررعب مگر دلچسپ،تنومند و توانا،حسین وجمیل،طویل قد،نورانی لمبی داڑھی اور آنکھوں پر خوبصورت چشمہ لگا کر،عمدہ قراقلی ٹوپی اور شفاف لباس میں ملبوس مولانا مبارک صاحب نہایت خندہ پیشانی اور مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور ملاقی ہوئے ۔ہم نے سلام وکلام اور خیریت و عافیت دریافت کرنے کے بعد پانچ دس منٹ کا وقت، وہ سی ڈی ملاحظہ کرنے کے لئے طلب کیا۔موصوف نے خوشی سے وقت عنایت فرمایا۔ پادری صاحب کے بپتسمہ دینے والے عمل پر مشتمل مکمل حصہ سات منٹ کا تھا۔انہوں نے غور سے ملاحظہ کیا تو انتہائی فکر مندی اور اضطراب کے عالم میں فرمایا۔مولانا! یہ تو انتہائی حساس اور نازک معاملہ ہے آپ کو اللہ نے توفیق دی آپ یہاں تشریف لائے اور یہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے مجھ گناہ گار کو اس لائق سمجھا کہ مجھ سے اس مسئلہ کو شیئر کیا (شریک کیا) لیکن میری رائے ہے کہ اس کے بارے میں ہمیں اپنی پوری قوت لگا دینی چاہئے ۔ ہم سے جو کچھ ہوسکے گا کریں گے۔آپ ہمیں کبھی بھی ،کہیں بھی یاد کریں گے ہمیں ہر وقت حاضر پائیں گے ۔ یہ اس امت کے ہر فرد پر لازم کام ہے جس کے لئے

****

ہمیں کسی بھی چیز کو موخر کرنا پڑے وہ ہم کریں گے مگر آپ اس کام میں پوری قوت لگا دیں ہم ساتھ رہیں گے۔ تاہم میری ایک رائے ہے کہ آپ فرداً فرداً کتنے لوگوں کے پاس جائیں گے، کتنا وقت لگا دیں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ دوسروں سے پہلے میر واعظ صاحب سے اس سلسلہ میں ملاقات کرلیں اور ان کو آمادہ کرلیں کہ وہ سب مکاتب فکر کی ایک مجلس بلالیں اسمیں یہ مسئلہ سمجھا دیا جائے تو مختصر وقت میں کام بھی زیادہ ہوگا اور موثر بھی ہوگا اور سب کے جمع ہونے سے قوت بھی پیدا ہوگی۔ میں بھی خود میر واعظ صاحب سے بات کر کے ان کو اس معاملہ میں متوجہ کروں گا۔ موصوف کی یہ رائے بہت مضبوط اور معقول تھی۔ اس لئے ہم نے اس کو قبول کر کے اسی دن اس پر عمل کرنے کا ارادہ کیا اور ان کو اس سے آگاہ بھی کر کے ان سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ مگر اس دوران وہ ہمارے لئے گھر والوں کو قہوہ بنانے کی ہدایت دے چکے تھے، ہمیں روکا اور کہنے لگے کہ میں آج میدان عرفات میں امیر الحاج کے خطبہ کو سننے کی تیاری کر رہا تھا کہ آپ کی آمد کی اطلاع ملی۔ پھر یہ معاملہ دیکھا تو اس وقت اس اہم معاملہ کو ترجیح دینا ضروری سمجھا۔ خطبہ تو سنتے رہتے ہیں مگر یہ معاملہ نازک ہے۔ میں نے عرض کیا کہ احقر بھی یہ خطبہ حسب توفیق سنتا رہتا ہے لیکن آپکی اس ملاقات کی وجہ سے ابھی سن نہیں سکے۔ مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس مجلس سے فراغت پر وہ خطبہ بھی سننا نصیب ہوا۔ واضح رہے کہ یہاں آٹھ ذی الحجہ تھی اور سعودیہ میں ۹ نو تاریخ۔ اور یہ تاریخ وقوف عرفات کی تاریخ ہے کہ اس دن امیر الحج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے اتباع میں ظہر اور عصر کی نماز کے جمع کرنے سے قبل میدان عرفات میں واقع مسجد نمرہ میں حج کا خطبہ دیتے ہیں۔ بہر حال موصوف کے اس مشورہ کے بعد اسی روز شام کو عصر سے متصل میر واعظ صاحب سے ان کے دولت

کدہ واقع نگین حضرت بل پر ملاقات ہوئی۔ ساری صورتحال پوری توجہ سے ملاحظہ کر کے انہوں نے چند ہی دنوں میں میر واعظ منزل راجوری کدل پر تمام مکاتب فکر جس میں حنفی، سنی، دیوبندی، کاروان اسلامی، مفتی اعظم مفتی بشیر الدین صاحب مرحوم کی جموں و کشمیر مسلم پرسنل لأ بورڈ اسلامک سٹیڈی سرکل ، اہل سنت والجماعت بریلوی، خوش اعتقادی، جماعت اسلامی، جمیعت اہلحدیث ، بزم توحید اہلحدیث ، غربائے اہلحدیث، انجمن شرعی شیعان، مجلس اتحاد المسلمین (شیعہ حضرات) انجمن تبلیغ الاسلام، جمیعت تبلیغ الاسلام اور بہت سی جماعتوں کے علماء اور نمائندگان شریک ہوئے۔ سبھی نے انتہائی جذبہ اور فکر مندی کے ساتھ اکٹھے فتنہ ارتداد کے رد کا عزم کیا اور الحمد للہ پوری ہمت اور محنت کے ساتھ کام کرتے ہوئے وہ دن آیا جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے نصرانیت کے اس بچھائے ہوئے جال سے اس وادی جنت نشاں کو نجات عطا کی۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ارتداد کے فتنوں سے حفاظت فرمائے۔

اس سارے واقعہ میں حضرت مولانا محمد مبارک مبارکی صاحب کی دردمندی، فکر مندی اور دینی حمیت کی جھلک اچھی طرح نظر آتی ہے جو اس واقعہ کو ذکر کرنے کا اصل مقصد ہے۔

اسی طرح اس سے کئی سال قبل ایک واقعہ جب ربیع الاول کے موقعہ پر مرزائیوں نے سرینگر اور قرب جوار میں مساجد کے ائمہ حضرات کو مرزا غلام احمد قادیانی کی تلبیس سے بھرے مواد پر مشتمل کتابچہ ڈاک کے ذریعہ بھیجا اور مرزا کے اس زمانے کے مضامین کے انتخاب کا خلاصہ اس انداز میں پیش کیا کہ جیسے وہ اس کی اصل رائے ہو حالانکہ یہ تحریریں اس کی اس زمانے کی تھیں جب ابھی اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ تو فکر مند حضرات نے اس موقع پر اس وقت کے مفتی اعظم جموں

وکشمیر مولانا مفتی بشیر الدین صاحب فاروقی اور دیگر علماء سے رابطہ کر کے اس فتنہ کی سرکوبی کی کوشش کی، تو مجھے یاد ہے کہ میر واعظ منزل میں مرحوم میر واعظ شہید مولانا محمد فاروق صاحب کی صدارت میں علماء اسلام کے جملہ مکاتب فکر کی میٹنگ اور مشاورت جاری تھی۔ مرزائیوں کو اپنی کی ہوئی حرکت پر احساس ہو چکا تھا کہ ہم نے فتنہ پروری کی جس کے ردعمل میں اب سارے مکاتب فکر ہماری تلبیسات کو واضح کر نے کی حکمت عملی مرتب کرنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں اور جواب میں جو رسوائی حاصل ہوگی، اس سے جو ہزیمت اور فضیحت اٹھانی پڑے گی وہ ظاہر تھی۔ ان کا ایک وفد میر واعظ منزل حاضر ہوا وہ میر واعظ منزل کے باہر کہیں انتظار میں تھے۔ جب ان کی درخواست ملاقات لیکر دربان اس مجلس میں تمام علماء کی موجودگی میں حاضر ہوا تو بحیثیت صدر اجلاس میر واعظ صاحب نے سبھی شرکاء کی رائے طلب کی کہ ان کو اس وقت کیا جواب دیا جائے؟۔ حاضرین نے مختلف آراء پیش کیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آخیر میں مولانا مبارک صاحب اپنے خاص انداز سے اپنے نرم لہجے میں مگر پوری قوت اور مضبوطی کے ساتھ میر واعظ صاحب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا، میر واعظ صاحب! ختم نبوت ہمارے دین کا جز ہے، ایمان کا حصہ ہے۔ مرزائی اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں یا نہ بھی رکھیں تب بھی یہ کام ہمیں اپنی فکرمندی اور توجہ سے کرنا ہے۔ جو کچھ ان کو کہنا ہے وہ خوشی سے کہیں آپ ان کو فرصت کا کوئی وقت عنایت کریں تفصیل سے ان کی بات سنیں۔ لیکن اس وقت یہ اتنا قیمتی خلاصہ امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کا اپنے پیارے دین کی حفاظت کی فکروں کے لئے جمع ہوا ہے، اس وقت ان کے آنے کی وجہ سے اس قیمتی وقت میں کوئی دوسرا معاملہ ہرگز نہ لائیں۔ بعد میں ان کو تفصیل سے وقت دیں۔ اس وقت ہمارے اہم مشورہ کو کسی بھی حرج

****

کے بغیر پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعی کریں۔ اس بات کو پوری مجلس نے سراہا اور اسی پر اتفاق کر کے ان لوگوں کو دوسرا وقت متعین کرنے کا وعدہ دیا، مجلس کو آگے بڑھایا گیا۔

یہ مولانا مبارک صاحب کی دینی حمیت اور غیرت تھی۔ حالانکہ کئی بار اس احقر سے انہوں نے نہایت تواضع سے کہا کہ مولانا! آپ حضرات اصحاب علم ہیں۔ میں تو پوری عمر حکومت کے محکمہ مالیات میں اکاؤنٹنٹ جنرل کے آفس میں لگا چکا ہوں، اسکی وجہ سے کشمیر سے باہر بھی کافی وقت گزار چکا ہوں۔ یہاں بہت زیادہ قیام پذیر نہیں رہا ہوں۔ آپ ہمت کیجئے، ہماری پوری جماعت آپ کے ساتھ ہے۔ یہ گفتگو ایک طرف سے ان کے تواضع کو بیان کرتی ہے اور جو آدمی جتنی تواضع اختیار کرتا ہے اتنا ہی بلند اور عظیم بنتا ہے۔ حدیث پاک کا وعدہ ہے من تواضع لله رفعه الله (جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مقام رفیع اور بلند عطا کرتے ہیں)۔ دوسری طرف سے ان کی دین کے ساتھ ہمدردی، قلبی جذبہ اور حمیت وغیرت کا مظہر ہے۔

موصوف اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ یہ حقیر سفر میں تھا اسلئے جنازہ میں شرکت بھی میسر نہ ہوسکی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے دینی جذبات اور کوششوں کو قبولیت سے سرفراز فرمائے اور ان کے اہل وعیال و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے نیز ان کے جانشینوں کو بھی ان ہی کی طرح دینی حمیت وغیرت اور صفات حسنہ سے مزین فرمائے۔ ان کی دین کے لئے کوششیں اور تواضع وحسن خلق انشاء اللہ ان کے لئے ذخیرۂ آخرت ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین

****